در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۲۱ — جلد نمبر ۱۱

یکم تا ۱۵ نومبر ۱۹۹۷ء — رجب المرجب ۱۴۱۸ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

قیمت ۱۱ روپے

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲	نعت شریف	سلیم کوثر	۴
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۵
۴	انوار علی کرم اللہ وجہہ الکریم	مدیر اعلیٰ	۶
۵	تجلیات غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۸
۶	منقبت	پروفیسر سید عشرت حسین انور	۹
۷	مادہ ضمیر	ڈاکٹر خالد نور قادری	۱۰
۸	تفسیر القرآن شرح صحیح بخاری کی روشنی میں	ڈاکٹر ام سلمٰی گیلانی	۲۴
۹	اسرار کائنات پر تحقیق کی اہمیت	صوفی مشتاق احمد	۲۹

یارسول اللہ کانفرنس کا انعقاد

مدیر اعلیٰ

یارسول اللہ کانفرنس بروز جمعرات ٦ نومبر ١٩٩٧ ۵ رجب ١٤١٨ھ کو قائداعظم محمد علی جناح پارک پشاور میں نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوئی۔ جس کا اہتمام تنظیم المشائخ اہلسنت و الجماعت صوبہ سرحد نے کیا۔ اس کانفرنس کے انعقاد پر حضرت عزت مآب شیخ المشائخ مولانا الحاج شیخ گل صاحب، ان کے صاحبزادگان (فاضلِ جلیل حضرت مولانا حافظ عبدالمالک صاحب و گرامی قدر مولانا نور الحق صاحب) ادارہ تبلیغ الاسلام پشاور کے صدر عزت مآب جناب سید ظفر علی شاہ صاحب، شیخ طریقت حضرت شمس الامین پیر صاحب مانکی شریف اور جناب پیر بنی امین صاحب مانکی شریف بمعہ اپنے رفقاء اور عقیدت مندوں کے قابل مبارکباد ہیں جنہوں نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن سعی و کوشش کی فجزاھم اللہ احسن الجزاء اس روز پشاور پر بارانِ رحمت کا نزول ہوتا رہا اور سارا دن پشاور کی فضاؤں میں نعرہ رسالت یا رسول اللہ کی صدائیں بلند ہوتی رہیں، نہ صرف پشاور بلکہ تمام صوبہ سرحد اور افغانستان کی دیواروں تک یا رسول اللہ کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

یہ کانفرنس پچھلے برس بھی اسی مقام پر اسی تاریخ کو منعقد ہوئی تھی۔ اور سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی شمع رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانوں نے جوق در جوق شرکت اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ الفت و محبت کا جو بے مثال مظاہرہ کیا وہ ان کے عقیدے کی مضبوطی اور کمالِ ایمان کی دلیل ہے۔ نیز محمد علی جناح پارک میں اہلسنت اہل طریقت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے یہ حقیقت بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ اس امت کو اپنے آقا و مولیٰ پیغمبرِ اسلام جناب احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس اور آپ کے لائے ہوئے نظام مصطفیٰ سے کس قدر والہانہ عشق اور محبت ہے۔ ان کی یہ انتہائی خواہش اور آرزو ہے کہ اس ملک میں جلد از جلد نظام مصطفیٰ نافذ اور رائج ہو تاکہ قرآنِ حکیم، احادیثِ نبوی اور فقہ اسلامی کے قوانین کی پابندی کرتے ہوئے امن، سلامتی، خوشحالی، رواداری، پیار و محبت اور اخلاقِ حسنہ سے مزین معاشرہ تشکیل دیا جاسکے۔ چنانچہ پاکستان کے کونے کونے سے تشریف

لائے ہوئے علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اپنے مواعظِ حسنہ میں ملت اسلامیہ کو مستفیض فرماتے ہوئے اس نقطۂ نظر کی تائید کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا کہ سود کو حرام قرار دیا جائے، فحاشی کا قلع قمع کیا جائے اور حدودِ شرعیہ کو نافذ کر کے پاکستان کو مکمل اسلامی ریاست بنایا جائے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انہی مشائخ عظام اور علمائے اہلسنت نے فرنگی دور میں دو قومی نظریے کی تائید کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح اور مسلم لیگ کی حمایت کی تاکہ مسلمانان ہند فرنگی اور ہندو سے نجات حاصل کرنے کے اپنے لئے ایک الگ وطن حاصل کریں اور اس میں نظام مصطفیٰ نافذ کر کے اسلامی اصولوں کے مطابق اس میں زندگی گزاریں۔ اسی مقصد کے لئے حضرات مشائخ عظام اور ان کے مریدین و متعلقین نے ہر قسم کی قربانی پیش کی۔ ہر قسم کی تکالیف اور مصائب کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا، پابند سلاسل بھی ہوئے جس کے نتیجے میں مملکت خداداد وجود میں آئی۔

یارسول اللہ کانفرنس میں علماء و مشائخ کا اتحاد اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حضرات مشائخ کرام اسی جذبہ صادقہ اور ہمت و استقلال کے ساتھ اپنی منزل کی طرف گامزن ہیں۔ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے سر پر کفن باندھے تیار کھڑے ہیں۔ اگر ان اکابرین کا یہی جذبہ و اتحاد قائم رہا تو وہ دن دور نہیں جب یہ منزلِ مقصود حاصل کر لیں گے۔ پاکستان اسلامی ریاست بن جائیگا اور نظام مصطفیٰ نافذ و رائج ہو جائیگا (انشاء اللہ)۔

آخر میں ایک بار پھر ادارہ "الحسن" حضرت عزت مآب شیخ گل صاحب، انکے صاحبزادگان اور پیر صاحب مانکی شریف کو اس کامیاب ترین کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد کہتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو توفیق عطا فرمائے کہ صوبہ سرحد کے کونے کونے میں اس قسم کی یارسول اللہ کانفرنسیں منعقد کر کے عامۃ المسلمین خصوصاً اہلسنت کو نظام مصطفیٰ کے قیام کے لئے تیار کریں (آمین ثم آمین)

دوسری سالانہ عظیم الشان یارسول اللہ کانفرنس کی مکمل رپورٹ انشاءاللہ العزیز اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ادارہ)

نعت شریف

سلیم کوثر

وہی ذکر شہر حبیب ہے وہی رہ گزار خیال ہے
یہ وہ ساعتیں ہیں کہ جن میں خود کو سمیٹنا بھی محال ہے

یہی اسم ہے بجز اس کے کوئی بھی حافظے میں نہیں مرے
یہی اسم میری نجات ہے یہی اسم میرا کمال ہے

یہی دن تھے جب کوئی روشنی مرے دل پہ اتری تھی اور اب
وہی دن ہیں اور وہی وقت ہے وہی ماہ ہے، وہی سال ہے

یہاں فاصلوں میں ہیں قربتیں یہاں قربتوں میں ہیں شدتیں
کوئی دور رہ کے اویس ہے کوئی پاس رہ کے بلال ہے

ترا ان کے بعد بھی ہے کوئی، مرا ان کے بعد کوئی نہیں
تجھے اپنے حال کی فکر ہے مری عاقبت کا سوال ہے

وہ ابھی بلائیں کہ بعد میں مجھے محو رہنا ہے یاد میں
میں صدائے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں مرا رابطہ تو بحال ہے

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

ام تریدون ان تسئلو رسولکم کما سئل موسیٰ من قبل ومن یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل سوآء السبیل (۱۰۸) ودکثیر من اھل الکتٰب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسھم من بعد ما تبین لھم الحق فاعفوا و اصفحو حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر (۱۰۹)۔

ترجمہ:- کیا تم نے ارادہ کرتے ہو کہ اپنے رسول سے سوال کرو جیسا کہ پہلے موسیٰ سے سوال کیا گیا۔ اور جس شخص نے ایمان کے بدلے کفر کو تبدیل کیا پس وہ یقیناً سیدھے سے راستے بھٹک گیا۔ ے ۱۰۸) اور اھل کتاب میں سے بہت چاھتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تم کو کفر کی طرف لوٹادیں۔ ازروئے ذاتی حسد کے (حالانکہ) اس کے بعد کہ حق ان پر واضح ہو چکا۔ پس عفو کرو اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (جہاد) آجائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔

حل لغت:- سئل واحد مذکر غائب مجہول کا صیغہ ہے۔ فعل ماضی ہے۔ پوچھا گیا۔ فاعفو جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ فعل امر ہے عفو کرو۔ واصفحواور درگزر کرو۔ جمع مذکر کاصیغہ ہے۔ فعل امر ہے۔

تفسیر:- ان آیاتِ بینات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے بنی اسرائیل کے اس خبثِ باطنی کا اظہار فرمایا جو وہ اپنے پیغمبر یعنی موسیٰ علیہ سلام کومسائل کے بارے میں نکتہ چینی کرتے ہوئے مختلف قسم کے سوال کر کے پریشانی کا باعث بنتے تھے۔ جیسے کہ پیچھے گزر گیا ایک گائے کے ذبح کرنے میں کتنی ہی قسم کے سوالات کیئے گئے۔ لہذا مسلمانوں کو باقاعدہ تنبیہ کی گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی میرے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اسی قسم کے بے معنی سوالات کر کے پریشان کرو۔ اور ایسا نہ ہو کہ ان بے معنی سوالوں کی وجہ سے صراطِ مستقیم سے بھٹک نہ جاؤ۔ بنی اسرائیل کی تو یہی آرزو ہے کہ اے مسلمانو! ایمان لانے کے بعد تم کو پھر کفر کی طرف لوٹا دیں۔ اور یہ انکی اندرونی حسد اور دلی جلن کی

(باقی صـ۲۸ـپر)

گذشتہ سے پیوستہ

انوار علی کرم اللہ وجہہ

مدیر اعلیٰ

اخبرنا هلال بن بشر حدثنا محمد بن خالد قال اخبرني موسیٰ بن يعقوب قال حدثني هاشم بن هاشم عن عبداللہ بن وهب ان ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنها اخبرته ان رسول اللہ صلی اللہ عليه وآله وسلم دعیٰ فاطمة فناجاها فبكت ثم جذبها فضحكت فقالت ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنها فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ عليه وآله وسلم سالتها عن بكائها وضحكها فقالت اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ عليه وآله وسلم ان يموت فبكيت ثم اخبرني انی سيدة النساء اهل الجنة بعد مريم بنت عمران فضحكت۔

ترجمہ:- عبداللہ بن وہب سے روایت ہے کہ ان کو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جنابہ) فاطمۃ (الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بلا بھیجا۔ پس سرگوشی کی اس سے سو وہ روئیں۔ پھر اسے اپنی طرف کھینچا۔ تو وہ ہنس پڑیں پس ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا تو میں نے ان سے رونے اور ہنسنے کے بارے میں پوچھا۔ پس انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ وہ وصال فرما رہے ہیں تو میں روئی۔ پھر مجھے بتایا کہ جنت کی سب عورتوں کی سردار میں ہوں مریم بنت عمران کے سوا۔ تو میں ہنس پڑی۔

حل لغت:- نجو اور نجوی: سرگوشی کرنا، کان میں بات کہنا۔ جذب: کھینچنا، گزرنا، چوس لینا، دودھ چھڑانا، دودھ کم ہونا۔

تشریح:- ارشاد ہے "پس سرگوشی کی اس سے، سو وہ روئیں" یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابہ سیدہ علیہا السلام سے پوشیدہ کان میں بات فرمائی تو سیدہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو پڑیں۔ ارشاد ہے۔ "پھر اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ ہنس پڑیں" ۔ یعنی جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی طرف کھینچ کر خفیہ بات فرمائی تو سیدہ سلام اللہ علیہا وہ بات سن کر ہنس پڑیں۔ ارشاد ہے۔ "تو میں نے ان سے رونے اور ہنسنے کے بارے میں پوچھا" ۔ یعنی اے سیدہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا آپ روئیں کیوں اور ہنسی کیوں؟ اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ سیدہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا کی تمام عورتوں سے افضل ہیں سوائے مریم بنتِ عمران کے۔ مگر دوسری حدیث میں مریم بنت عمران کا بھی استثناء نہیں ہے۔ جیسے مولانا مولوی محمد ابوالحسن صاحب نے اپنی شرح (۱) میں لکھا ہے۔ "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا کی سب عورتوں پر فضیلت پر ہے سوائے بنتِ عمران علیہا السلام کے۔

لیکن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں مریم علیہا السلام کا بھی استثناء نہیں۔ سو احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتدریج اطلاع ہوئی ہے۔ اور فضیلت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ وحی کے تو آخر میں عموم فضل ان کا تمام عالم کی عورتوں پر ثابت ہوا"۔ (جاری ہے)

بقیہ: تجلیاتِ غوثیہ

شیخ و مرشد شیخ داود طائی سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ حبیب عجمی سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ حسن بصری سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ الاولیا و سید ابن عمّ الرسول امیر المومنین علی المرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اور انہوں نے اپنے مرشد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔ **(جاری ہے)**

[بقیہ: صـ ۳۲ سے آگے]

ناوانستہ گناہوں کو معاف فرما دے۔ اے بخشنے والے مہرباں ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔

خالقِ کائنات نے انسان کو تحقیق و تجسّس اور ژرف نگہی کی جو تلقین بار بار کی ہے اسکا حق مغربی دنیا کے بعض مفکرین ادا کر رہے ہیں۔ ایک سائنسدان سر ڈیوڈ بروسٹر پانی کے ننھے سے قطرے کے مطالعہ کے دوران ایک وجدانی کیفیت سے گزرتے ہوئے فرطِ حیرت سے پکار اٹھا۔

Oh God! How marvellous are thy works.

یعنی اے ربِ کائنات! تیرے کام کس قدر حیرت انگیز ہیں۔؟

گذشتہ سے پیوستہ

تجلیات غوثیہ

مدیر اعلیٰ

فصل

اس میں شجرہ طریقت اور شجرہ نسب بیان کیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں ہر ایک اپنے ہی والد سے بیعت ہے۔ نیز اس فقیر کا سلسلہ اس طرح ہے۔ اس فقیر نے خرقہ عالیہ قادریہ کی اجازت اپنے والد حضرت سید حسن سے حاصل کی، انہوں نے اپنے والد سید عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سید محمود سے، انہوں نے اپنے والد سید عبدالقادر سے، انہوں نے اپنے والد سید عبدالباسط سے، انہوں نے اپنے والد سید حسین سے، انہوں نے اپنے والد سید احمد سے، انہوں نے اپنے والد سید شرف الدین قاسم سے، انہوں نے اپنے والد سید شرف الدین یحییٰ سے، انہوں نے اپنے والد سید بدرالدین حسن سے، انہوں نے اپنے والد سید علاؤالدین علی سے، انہوں نے اپنے والد سید شمس الدین سے، انہوں نے اپنے والد سید شرف الدین یحییٰ بزرگ سے، انہوں نے اپنے والد سید شہاب الدین احمد سے، انہوں نے اپنے والد سید ابو صالح النصر سے، انہوں نے اپنے والد سید عبدالرزاق سے، انہوں نے اپنے والد سید السادات، قطب الآفاق، حضرت محبوب سبحانی میراں محی الدین سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے، انہوں نے اپنے مرشد شیخ ابو سعید مبارک المخزومیؒ سے، انہوں نے اپنے مرشد و شیخ ابو الحسن علی بن محمد بن یوسف القریشی الھنکاری سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ ابو الفرح طرطوسی سے، انہوں نے اپنے مرشد و شیخ ابو الفضل عبد الواحد بن عبدالعزیز یمنی سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ ابوبکر شبلی سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ جنید بغدادی سید الطائفہ سے، انہوں نے اپنے مرشد شیخ سری سقطی سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ معروف کرخی سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ داود طائی سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ حبیب عجمی سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ حسن بصری سے، انہوں نے اپنے شیخ و مرشد شیخ الاولیا و سید ابن عم الرسول

ہمی نازم کہ در طوفِ معین الدین حسن رقصم

پروفیسر ڈاکٹر عشرت حسین صاحب انور ایم اے پی ایچ ڈی

ز خوشبوئے ولاآویز معین الدین حسن رقصم
بہ طوفِ گلشنِ لطفش چو بوئے یاسمن رقصم

خوشا وقتے زہے بختے کہ در ذوقِ وصالِ او
چو خاکِ پاکِ پائے دوست در دشت و دمن رقصم

ز فیضِ چشمِ مستِ او ز کفر و دیں گذشتہ ام
ہمی نازم کہ در طوفِ معین الدین حسن رقصم

اگرچہ اندرونِ من بجز خوشبوئے جاناں نیست
مگر حیراں ز مشکِ خود چو آہوئے ختن رقصم

انا الحق گر ہمی جرم است گر وے قتل لازم شد
بہ ذوق و شوقِ تیغش بے نیازِ جان و تن رقصم

اگر بر مرقدم آئی بہ ذوقِ ناز فرمائی
غزل خوانی کناں خیزم بہ شوق اندر کفن رقصم

مرا ہم دیر زندہ ملت بود ہم جائے وابلنے
خرد بر پردہ بودم ز لطفِ ذوالمنن رقصم

بمن اسرارِ جانِ خویش ظاہر شد بایں ساماں
کہ از فیضِ نگاہِ دوست بر دار و رسن رقصم

بہ ہر جانب کہ می نگرم بجز او کس نمی یابم
ز بوئے نافۂ مشکیں چو آہوئے ختن رقصم

زہے انساں بہ ذوقِ دردِ انساں گر رود محبوب
میانِ انجمن بہرِ فروغِ انجمن رقصم

ہمی دانم کہ ذوقِ دردِ انساں کارِ طفلاں نیست
سراپا سوزِ غم ہستم بہ عزمِ کوہکن رقصم

ز امید نوید صبحِ روشن زندگی روشن
بہ تجدیدِ مذاقِ عشق در بیت الحزن رقصم

مذاقِ عاشقی انورؔ مگر روشن شود روزے
منِ پروانۂ سوزاں میانِ انجمن رقصم

ماہ اجمیر

ڈاکٹر خالد نور قادری

بسم اللہ الرحمان الرحیم

"الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون پ" ع"

ترجمہ۔ "خبردار! بیشک نہ ان پر خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔"

رجب المرجب شریف کی ۶ تاریخ کو حضرت خواجہ خاجگان چشت اہل بہشت، چشتیوں کے سردار، پیشواؤں کے پیشوا، امام طریقت و شریعت، تاج المقربین سید العابدین، امام العارفین، تاج العاشقین سیدی خواجہ حسن معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس پاک منایا جاتا ہے۔(۱) لاکھوں کروڑوں انسان آپ کی بارگاہ عالیہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ان کروڑوں انسانوں میں اولیاء بھی ہوتے ہیں، علماء بھی ہوتے ہیں، صوفیاء بھی ہوتے ہیں، اتقیاء بھی ہوتے ہیں، مسلمان بھی ہوتے ہیں، کفار بھی ہوتے ہیں، ایمان دار بھی ہوتے ہیں، بے ایمان بھی ہوتے ہیں، اپنے بھی ہوتے ہیں، غیر بھی ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ تمام قسم کے انسان ہوتے ہیں اور ہر انسان اپنے اپنے طریقے پر اپنے اپنے انداز میں خواجہ صاحب کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوتا ہے۔ کوئی تو عشق و مستی کے عالم میں خدا کی حمد و ثنا کے ترانے گا رہا ہوتا ہے، کوئی کیف و خوشی میں آقا دو جہاں تاجدار مدینہ رحمتہ للعالمین حبیب کبریا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کر رہا ہوتا ہے، کوئی جھوم جھوم کر اللہ کے پیارے کلام کی تلاوت میں مشغول ہوتا ہے اور کوئی میرے خواجہ کے قدموں میں کھڑے ہو کر بھکاری بن کر دست سوال بڑھا کر خواجہ کے صدقے خدا سے مانگ رہا ہوتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہر طرح کا بندہ آپ کو خواجہ صاحب کے دربار میں ملے گا۔ لیکن قربان جاؤں خواجہ صاحب کی سخاوت پہ کہ روضہ انور میں بھی تصرف فرما رہے ہیں۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو شفا پاتا ہے۔ اگر کوئی غمزدہ جائے تو خوشی محسوس کرتا ہے۔ اگر کوئی بے سہارا جائے اور اگر کوئی بے اولاد جائے تو اسے اولاد مل جاتی ہے اور اگر کوئی دکھی جائے اسے سکھ مل جاتا ہے اور اگر کوئی بے چین جائے تو اسے چین مل جاتا ہے۔ اگر کوئی بے قرار جائے تو اسے قرار مل جاتا ہے

اور اگر کوئی بے آسرا جائے تو اسے آسرا مل جاتا ہے۔ اگر کوئی روتا جائے تو مسکراتا آتا ہے۔ اس لئے کہ میرے خواجہ کا دربار اللہ کی رحمتوں کا دربار ہے اور میرے خواجہ اللہ کے نبی نہیں، نبی کے صحابی نہیں تابعی نہیں تبع تابعی نہیں بلکہ اللہ کے ولی ہیں وہ ولی جس کے متعلق خود قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون اللہ پاک فرماتا ہے بے شک اللہ کے ولی، نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے اندر اپنے محبوب بندوں یعنی اپنے ولیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

سلطان الہند خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہند کا برطانوی وائسرائے لارڈ کرزن کہا کرتا تھا کہ میں نے اپنی زندگی میں دو ایسے بزرگ دیکھے ہیں جو اپنی وفات کے بعد بھی لوگوں کے دلوں پر اس طرح حکمرانی کر رہے ہیں کہ جیسے بہ نفس نفیس ان کے درمیان موجود ہوں۔ ان میں ایک تو مغلیہ حکمران اورنگزیب عالمگیر ہے اور دوسرے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اورنگ زیب عالمگیر کی مقبولیت و ہر دلعزیزی کے بارے میں لارڈ کرزن کا کہا سچ ہو یا سچ نہ ہو لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت کے بارے میں اس کا قول حرف بہ حرف حقیقت ہے۔ (۳)

غریب نواز کے والد ماجد:۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا اسم مبارک خواجہ سید غیاث الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ والد ماجد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت سید الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔ (۴)

والد کی طرف سے سلسلہ نسب:۔ خواجہ سید معین الدین حسن بن خواجہ سید غیاث الدین بن خواجہ سید نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام۔ خواجہ غریب نواز کے والد ماجد نے اپنے والدین کے سایہ عاطفت میں رہ کر پرورش پائی اور زیور تعلیم و تربیت سے سرفراز ہوئے۔ علم و فضل میں آپ نے حد درجہ کمال حاصل کیا۔ آپ نے علم ظاہری پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ علوم باطنی اور علم شریعت کے ساتھ ساتھ علم طریقت میں بھی بہت درجہ کمال حاصل کیا۔ (۵)

غریب نواز کی والدہ ماجدہ۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ مکرمہ معظمہ کا نام پاک ماہ نور بی بی تھا۔ والدہ ماجدہ کی طرف سے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب شریف سے جاملتے ہیں۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے سلسلہ نسب۔ خواجہ سید معین الدین بنت سیدہ ماہ نور بی بی بنت سید داؤد بن سید عبداللہ حنبلی بن سید زاہد بن سید مورث بن سید داؤد بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ مخفی بن سید نا حسن مثنیٰ بن سید نا حضرت امام حسن علیہ السلام۔ (۶)

آپ کے پیارے خطابات۔ آپ کے پیارے پیارے خطابات جن سے لوگ آپ کو پکارا کرتے تھے اور پکارتے ہیں اور انشاء اللہ پکارتے رہیں گے۔ ہند الولی، عطائے رسول، خواجہ خواجگان، خواجہ اجمیر خواجہ بزرگ، غریب نواز سلطان الہند، نائب رسول فی الہند۔

آپ کے پیارے پیارے القاب۔ آپ کے نورانی اور پیارے القاب جن میں دنیا آپ کو ہمیشہ سے یاد کرتی ہے اور یاد کرتی رہے گی۔ تاج المقربین والمحققین، سید العابدین، تاج العاشقین، برہان الواصلین آفتاب جہاں پناہ بے کساں، دلیل العارفین، سلطان العارفین، وارث الانبیاء والمرسلین قدرۃ السالکین، رہنمائے کاملین، قطب دوراں، مقتدائے ارباب دین، پیشوائے ارباب یقین، قدرۃ الاولیاء، معین الملت، امام شریعت طریقت صاحب اسرار، محب اولیاء زمان۔

ذوق سماع۔ آپ کے قدم کی برکت سے ہندوستان میں اسلام کی روشنی اور اس کی تعلیم پھیلی۔ کفر و ضلالت کی تاریکی دور ہوئی۔ ستر برس تک آپ برابر باوضو رہے۔ آپ جس پر نظر ڈال دیتے ولی کامل ہو جاتا اس لئے اکثر استغراق میں رہتے اور آنکھیں بند رکھتے۔ صرف نماز کے وقت کھولتے تھے۔ آپ کی مہربانی سے فاسق تائب ہو جاتا۔ آپ حافظ قرآن اور صاحب سماع تھے۔ ہر دن اور رات کو ایک بار ختم قرآن فرماتے اور ہر ختم قرآن کے بعد غیب سے آواز آتی کہ اے معین الدین! میں نے تیرا ختم قرآن قبول کیا۔ آپ سماع کے شوقین تھے اور اکثر سماع سنتے۔ علماء اور فقہاء میں سے کسی نے بھی آپ کے سماع پر اعتراض نہیں کیا۔ آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ صبح کی نماز اکثر عشاء کے وضو سے پڑھتے۔ صرف شام کے وقت ایک مرتبہ مثقال برابر سوکھی روٹی پانی سے بھگو کر حق سے فرد کر لیتے۔

پیوند لگا ہوا صاف کپڑا پہنتے۔ آپ کے حالات اور واقعات اکثر کتب سیر مشائخ عظام میں منقول ہیں۔

خرقہ فقر و خلافت۔ جس وقت آپ خواجہ عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں پہنچے اس وقت بہت سے اکابر صوفیاء محفل میں حاضر تھے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت شفقت اور مہربانی سے پیش آتے اور وضو کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو فرما چکے تو حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز اور پھر سورۃ بقرہ پڑھنے کی ہدایت کی۔ پھر اکیس بار درود شریف پڑھنے کو کہا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ کا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ معین الدین! میں نے تمہیں خدا کے حوالہ کیا اور تم آج سے اس کے مقبول بندوں میں ہوتے پھر قینچی لے کر بال تراشے اور کلاہ چہار ترکی اور گلیم خاصہ مرحمت فرمایا۔ پھر حکم دیا کہ ایک دن رات مجاہدہ کرو اور ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھو۔ تعمیل حکم کے بعد حاضر ہوتے تو حضرت عثمان ہارونی نے فرمایا کہ سر اوپر اٹھاؤ دیکھو کیا نظر آرہا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا "عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھ رہا ہوں" پھر حکم ہوا کہ ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھو۔ تعمیل حکم کے بعد حاضر ہوتے تو حضرت عثمان ہارونیؒ نے فرمایا کہ سر اوپر اٹھا، دیکھو کیا نظر آرہا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھ رہا ہوں، پھر حکم ہوا کہ ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھو۔ تعمیل حکم کے بعد حاضر ہوتے تو حضرت پیر گرامی منزلت نے فرمایا کہ سر اوپر اٹھاؤ دیکھو کیا نظر آرہا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا حجاب عظمت تک دیکھ رہا ہوں پھر آنکھ بند کرنے کو کہا، آنکھ بند کر چکے تو فرمایا کھول دو اور دیکھو اب کیا نظر آرہا ہے؟ حضرت خواجہ نے جواب دیا ہژدہ (۱۸) ہزار عالم دیکھ رہا ہوں۔ آخر میں فرمایا معین الدین تمہارا کام پورا ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ اپنے پیر کی خدمت میں بیس برس تک سفر و حضر ہر جگہ ساتھ رہے اور پیر صاحب جہاں جاتے جامعہ خواب خاصہ کو اٹھاتے چلتے۔ (۱۰)

مریدین کے لئے دعاء۔ ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ حرم کعبہ میں مصروف عبادت تھے۔ آواز آئی کہ اے معین الدین! میں تجھ سے خوش ہوں میں نے تجھ کو بخش

دیا۔ جو کچھ تیری خواہش ہو مانگ، تاکہ میں تجھ کو عطا کروں۔ آپ نے دعا مانگی کہ الٰہی! معین الدین کے مریدوں کو بخش دینا، آواز آئی اے معین الدین! تو میرا مخصوص اور برگزیدہ بندہ ہے۔ تیرے تمام مریدان جو بھی تیرے شجرے میں شامل ہوں گے سب کو بخش دوں گا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میرے مریدان اور مریدوں کے مریدان جنت میں قدم نہ رکھ لیں گے میں، بہشت میں داخل نہیں ہوں گا۔ (۱۱)

غریب نواز مکہ مکرمہ میں:۔ حضرت محترم حضرت خواجہ معین الدین چشتی سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہارون آباد سے مکہ شریف پہنچے۔ خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد نے میرا ہاتھ پکڑ کر بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑا کیا اور عرض کیا کہ اے خالق کائنات اس حسن کو میں نے اپنا مرید بنایا ہے اور اس کو تیرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض پہنچایا ہے۔ اب تو بھی اس کو اپنے دربار میں قبول فرما۔ خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ جب میرے پیر و مرشد نے خدا کے حضور میں یہ عرض کیا تو کعبہ میں خدا کی قدرت سے آواز آنے لگی کہ اے عثمان ہارونی خدائے ذوالجلال نے تیرے اس مرید کامل خواجہ معین الدین کو اپنا مقبول بندہ بنایا ہے۔ خواجہ غریب نواز کئی دن تک اپنے پیر و مرشد کے ساتھ مکہ شریف میں قیام پذیر رہے۔ ایک دن خواجہ غریب نواز حرم کعبہ میں خدا کی یاد میں مستغرق تھے کہ آپ نے غیب سے ایک آواز سنی آپ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے۔ آواز آئی اے معین الدین ہم تجھ سے خوش ہیں۔ تجھے بخش دیا جو کچھ چاہے مانگ تمہیں عطا کیا جائے گا۔ خواجہ غریب نواز یہ سن کر بڑے خوش ہوئے۔ شکر گزار بندوں کی طرح اپنا سر بارگاہ ایزدی میں جھکا دیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کی۔ اے رب کائنات مجھے معلوم ہے کہ لوگ میرے مرید بنیں گے اور میرے مریدوں کے بھی مرید ہوں گے۔ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ یا اللہ میں تیری بارگاہ میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قیامت تک کہ میرے مریدوں کے مریدوں کے مریدوں کو بخش دے۔ سبحان اللہ پیر ہو تو ایسا جو اپنے مریدوں کو کبھی اور کسی حال میں فراموش نہ کرے اور دنیا سے اس وقت تک پردہ نہ فرمائے جب تک اپنے مریدوں کو خدائے ذوالجلال سے بخشوا نہ لے۔ اللہ

تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ اے معین الدین تمہیں مبارک ہو۔ اے حسن تم خوش ہو جاؤ رب کائنات نے تمہاری دعا کو قبول فرمالیا ہے۔ اے غریب نواز تو ہماری ملکیت میں ہے۔ اے معین الدین جو تیرا مرید ہو گا اور تیرے مریدوں کے مریدوں کا مرید ہو گا جو قیام تک تیرے سلسلے میں داخل ہوتا رہے گا۔ اے غریب نواز خدائے پاک اس کی بخشش فرما کے جنت میں بھیجتا جائے گا۔ سبحان اللہ۔ غریب نواز اللہ پاک کی بارگاہ میں سر سجدے میں رکھ کر شکر کیا اور مریدوں کو بخشوانے کے بعد مدینہ شریف چل پڑے۔ (۱۲)

غریب نواز مدینہ منورہ میں:۔ اللہ اللہ کون سا مدینہ۔ جہاں کائنات کے والی تاجدار دو عالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آستانہ عالیہ ہے۔ جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے سلامی کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ آجاتے گا قیامت تک پھر اس کی باری نہیں آئے گی۔ وہ مدینہ شریف جس کی گلیوں کے چوکیدار اللہ کے نوری فرشتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ جب مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو آنکھوں میں آنسو آگئے۔ سر مبارک ادب سے جھک گیا اور زبان پاک سے یہ ترانہ شروع ہو گیا کہ جس کا ترجمہ ایک شاعر نے کیا۔

میں سجدہ کروں یا کہ دل کو سنبھالوں
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوکھٹ نظر آرہی ہے
اسی بے خودی میں کہیں کھو نہ جاؤں تڑپ کملی والے کی تڑپا رہی ہے
دو عالم کا داتا میرے سامنے ہے کہ کعبے کا کعبہ میرے سامنے ہے
ادا کیوں نہ فرض، محبت کروں میں خدا کی خدائی جھکی جارہی ہے

اسطرح ایک اور شاعر اہلسنت محمد علی ظہوری قصوری نے اس کا تصور پیش کیا کہ خواجہ صاحب گویا یوں کہتے جارہے تھے۔

ادھر پاک مدینہ دے ایدھر میریاں اکھاں
راہواں دے وچ روندا جاواں تے مچھاں پھڑ پھڑ لکھاں
تھاں تھاں تے انوار وسن محبوب دے جلوے تکاں

دو اکھاں مجبور ظہوری تے میں کتھے کتھے رکھاں

جب آپ مدینہ شریف پہنچے تو آپ کے ساتھ آپ کے پیرو مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ آپ سیدھے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ اقدس پر پہنچے۔ خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ میرے پیرو مرشد نے فرمایا "حسن بیٹا" میں نے عرض کیا جی حضور۔ فرمایا "بیٹا حسن اللہ کے پیارے حبیب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت اور صلوٰۃ و سلام کا ہدیہ پیش کرو۔" خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں "میں نے نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں یوں سلام پیش کیا الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو زندہ نبی کریم علیہ السلام نے یہ سلام جب اپنے باوفا امتی کا سنا تو کملی والے کے روضہ انور سے آواز آئی وعلیکم السلام یاقطب المشائخ بر و بحر کہ اے میرے پیارے بیٹے معین الدین اے تمام مشائخ عظام خشکی تری کے بزرگوں کے پیشوا تم پر بھی میرا سلام ہو۔ سبحان اللہ یہ سلام حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو معلوم ہے کہ کب حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا؟ ۱۱۶۸ء بمطابق ۵۶۳ھ میں یہ سلام عرض کیا گیا یعنی حضور علیہ السلام کی وفات مبارک سے چھ سو سال بعد بھی نبی کریم علیہ السلام اپنے روضہ انور میں زندہ موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے جواب دیا۔ جب چھ سو سال تک حضور علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ رہ سکتے ہیں تو خدا کی قسم آج چودہ سو سال کے بعد بھی کملی والے آقا زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ لیکن افسوس وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی قتیل پر جس نے کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں اپنی کتاب میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ حضور علیہ السلام مر کر مٹی میں مل چکے ہیں۔ (۱۳)

غریب نواز کو دیدار مصطفیٰ علیہ السلام۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب مدینہ شریف میں مسجد قبا شریف میں اللہ کی عبادت کرنے لگے اور عشق الٰہی میں سرشار رہنے لگے۔ اس طرح وقت گزرتا گیا چھ مہینے کے بعد آخر وہ وقت بھی آن پہنچا جب حضور علیہ السلام کا آپ کو دیدار ہوا خواجہ صاحب رات کو سوتے لیکن ادھر آپ کا نصیب جاگ پڑا خواب میں سرکار

دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا دیدار ہوا۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹا حسن! تم آج کے بعد معین الدین ہو یعنی میرے دین کے مددگار ہو۔ مسلمانو غور کرو یہ لقب معین الدین کا خواجہ صاحب کو کسی عام انسان نے نہیں دیا بلکہ خود کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا کہ اے معین الدین یعنی اے میرے دین کے مددگار۔ اے قطبوں کے قطب، اے ولیوں کے سردار بیٹا جاؤ ہم نے تمہیں ہندوستان میں مقرر کر دیا۔ ہندوستان جاؤ اور وہاں جا کر دین کی سربلندی کے لئے دن رات کام کرو اور لوگوں کو دعوت اسلام دو اور میرا کلمہ پڑھا کر میرا غلام بناؤ اور بیٹا تمہارا مسکن ہندوستان کے شہر اجمیر میں ہوگا اور ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ تمہارا مددگار ہوگا۔

(۱۴)

غریب نواز بغداد شریف میں:- خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ السلام کا حکم سنتے ہی وہاں سے تیار ہوئے۔ مدینہ پاک سے ملک شام پہنچے ملک شام سے ہوتے ہوئے بغداد شریف پہنچے اور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے جب معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ اے میرے مریدو اس مرد قلندر اور مرد حق کو دیکھو جس کا نام حسن ہے اور کملی والے آقا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ان کو معین الدین فرمایا ہے۔ بہت سے لوگ اس مرد خدا کی محنت سے منزل مقصود تک پہنچیں گے۔ جہنم سے نکل کر جنت میں جائیں گے۔ بتوں کو چھوڑ کر خدا کے مقبول بن جائیں گے۔ مندروں کی بجائے مسجدوں کو آباد کریں گے۔ اللہ پاک ان کو بڑا مرتبہ عطا فرمائے گا۔ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معین الدین! تجھے ہندوستان میں مقرر فرمایا عرض کی جی حضور، فرمایا "اب کہاں کا ارادہ ہے۔" عرض کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہندوستان میں مقرر فرمایا لہٰذا ہندوستان کی تیاری ہے۔ غوث پاک نے فرمایا اچھا معین الدین خدائے ذوالجلال تمہیں کامیاب فرمائیں۔ لیکن ہندوستان کی سرحد پر ایک اللہ کا بہت بڑا شیر بیٹھا ہوا ہے وہ خدا کا بڑا پیارا ہے۔ ذرا اس سے ڈرنا، عرض کی حضور وہ کون سا ایسا مقبول ہے جس کا نام آپ بھی بڑی محبت سے لے رہے ہیں۔ فرمایا نام اس کا سیدنا علی ہجویری ہے۔ لیکن اللہ کی مخلوق اس کو داتا گنج بخش لاہوری سے یاد

کرتی ہے۔ اس کو ذرا سلام کر کے جانا اور اس کی بارگاہ میں ادب سے پیش آنا۔ (۱۵)

غریب نواز داتا صاحبؒ کے قدموں میں:۔ لاہور شریف میں ایک مقدس بزرگ کا مزار پاک ہے جن کا نام اسم گرامی سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ یہ داتا صاحب خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور پیران پیر روشن ضمیر سیدنا و مولانا عبدالقادر جیلانی المعروف غوث پاکؓ سے بہت عرصہ پہلے گزر چکے ہیں۔ حضرت سیدی و مولائی سیدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بڑی ہستی ہیں۔ ان کی عظمت ان کی شان ان کا مقام کا اندازہ اس بات سے آپ خود لگالیں کہ ایک دن سیدنا عبدالقادر جیلانی المعروف حضور غوث پاک کے سامنے داتا گنج بخش لاہوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لیا گیا تو غوث پاک نے فرمایا کہ اے میرے مریدو، اگر داتا گنج بخش لاہوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میرے زمانے میں ہوتے تو ہم داتا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوجاتے۔ آپ کو معلوم ہے یہ غوث پاک کون ہیں۔ یہ وہ غوث پاک ہیں جن کا فرمان ہے قدمی هذا علی رقبتہ کل ولی اللہ غوث پاک فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے ولیو میرا یہ قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے۔ یہ اللہ والے اللہ والوں کے ادب کو جانتے ہیں اور ان کی عزت کو، شان کو مقام کو رتبہ کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار داتا گنج بخشؒ کے مزار پرانوار پر روحانیت اور معرفت حاصل کرنے کے لئے اور سند ولایت پانے کے لئے چلہ کشی کر رہے تھے تو آپ ہر روز نماز فجر کے بعد قرآن پاک کی ایسی تلاوت فرماتے کہ سننے والے عش عش کر اٹھتے تھے۔ اللہ پاک نے پیاری اور میٹھی کی زبان دی تھی ایسا کیوں نہ ہوتا؟ جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چلہ کی مدت پوری کرلی تو داتا پاک کے مزار پاک کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ یا میرے داتا چلا پورا ہوگیا ہے حاضری کے دن اختتام تک آن پہنچے ہیں۔ حضرت نظر کرم فرمایئے اور اپنی بارگاہ سے سند ولایت عطا فرمایئے۔ لیکن داتا صاحب کے مزار پاک سے کوئی آواز نہ آئی۔ کوئی جواب نہ ملا، شاید داتا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار انوار پر میری حاضری قبول نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ جواب نہیں ملا یہ سوچ کر رونے لگے اور گویا کہنے لگے کہ

ناکام جارہا ہوں مقدر کی بات ہے ساقی تیرے کرم پہ بڑا ناز تھا مجھے

لیکن مقدر میں ناکامی نہیں تھی بلکہ ہندوستان کی ولایت لکھی جاچکی تھی۔ ابھی آپ انہی خیالات میں گم تھے کہ داتا پیا کے دربار سے جواب کیوں نہیں ملا کہ آپ پر روحانی کشف کی کیفیت طاری ہو گئی۔ ایسی روحانی کیفیت میں داتا پاک کے مزار پرانوار سے آواز آئی کہ معین الدین، عرض کیا جی حضور، فرمایا رو کیوں رہے ہو؟ تمہاری حاضری ہماری بارگاہ میں مقبول ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت میں نے آپ کے دربار کی طرف توجہ کر کے آپ سے سند ولایت مانگی۔ لیکن جواب نہیں ملا تھا اس کی کیا وجہ ہے؟ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک سے آواز آئی کہ معین الدین تم کمال خوش الحانی سے تلاوت قرآن پاک کرتے ہو اور ہمیں یہ تمہارا انداز بیان اور اس طرح پیاری آواز سے قرآن پاک پڑھنا بڑا پسند ہے اس لئے ہمیں نہیں چاہتے کہ تم اتنی جلدی ہمارے دربار سے چلے جاؤ۔ اے معین الدین اگر جانا ہی چاہتے ہو تو جاؤ ہم تمہیں ہندوالولی یعنی ہندوستان کی ولایت کی سند عطا فرماتے ہیں۔ آج سے تم ہندوستان کے ولیوں کے بادشاہ ہو۔ جب خواجہ پیا نے داتا پاک کا یہ کرم دیکھا تو روحانی کیفیت سے بیدار ہوتے اور اپنے باطن پر نظر ڈالی تو آپ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فیض و برکات سے مالا مال ہو چکے تھے معرفت اور روحانیت سے سرفراز ہو چکے تھے اس موقع پر خواجہ صاحب جھوم اٹھے اور جھوم کر فرمایا خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان میں یوں لب کشائی فرمائی کہ (۱۶)

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں راہبر کامل کاملاں را رہنما

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پشاور سے لاہور پہنچے تو سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی چالیس دن تک چلہ کاٹا۔ چلہ کاٹنے کے بعد لاہور شریف سے چلے۔ دہلی، سونی پت، پانی پت، یا غایت کرنال سے ہوتے ہوتے اجمیر شریف پہنچے تو آپ کی عمر مبارک ۷۴ سال تھی۔ آپ نے ابھی شادی اور نکاح وغیرہ نہیں کی تھا۔ جب آپ اجمیر شریف گئے تو آپ کے ساتھ چند مرید تھے۔ ایک حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے چند مرید جو راستے میں آپ کے مرید بنے تھے اس کے علاوہ اور آپ کے

پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ کوئی اسلحہ بندوقیں، تلواریں، فوج کچھ بھی نہیں تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان اللہ والوں کو فوجوں تلواروں اور بندوقوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ اللہ والے جو کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی پاک نظروں سے ہی کر دیتے ہیں۔ اللہ والوں کی پاک نظر کے بارے میں ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں۔

نظر سے اڑائیں جو دل کا نشانہ ۔۔۔ انہیں کیا ضرورت ہے تیر و کمان کی
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے ۔۔۔ نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے

یعنی یہ اللہ والے وہ پاک ہستیاں ہیں جن کی نگاہیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کو منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

ایں دو گر ہراز محیط لا الہ ۔۔۔ خسروی شمشیر و درویشی نگاہ

اہل طریقت کے لئے دس شرائط۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل طریقت کے لئے دس شرائط ضروری ہیں۔ اول طلب حق دوسرے طلب مرشد کامل، تیرے ادب چوتھے رضا پانچویں محبت و ترک فضول چھٹے تقویٰ ساتویں استقامت شریعت، آٹھویں کم کھانا اور کم سونا، نویں لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا، دسویں نماز اور روزہ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اہل حقیقت کے لئے بھی دس چیزیں ضروری ہیں اول یہ کہ معرفت میں کامل اور اللہ تک پہنچا ہوا ہو۔ دوم یہ کہ کسی شخص کو ضرر نہ پہنچائے اور نہ کسی کے بارے میں بری بات سوچے۔ سوم یہ کہ حق تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرے اور لوگوں سے وہی بات کہے جس میں دنیا اور دین کا فائدہ چہارم تواضع پنجم گوشہ نشینی، ششم یہ کہ ہر شخص کی عزت اور احترام کرے اور اپنے کو تمام لوگوں سے کمتر اور حقیر سمجھے۔ ہفتم رضا و تسلیم ہشتم یہ کہ ہر رنج و مصیبت میں صبر و تحمل سے کام لے، نہم سوز و گداز اور عجز و نیاز، دہم قناعت و توکل (۱۸)

غوث پاک کا اعلان، غریب نواز کا جواب۔ جس وقت غوث پاک اعلان سرداری فرمانے کے لئے بغداد شریف کی جامع مسجد میں، تشریف لاتے تو جامع مسجد بغداد شریف میں دو ہزار اولیاء کرام اور پچاس جلیل المرتبت مشائخ عظام موجود تھے۔ آپ تشریف لاتے اور آپ نے حاضرین کو متوجہ

کر کے فرمایا کہ اللہ کے بندو سنو قدمی هذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ میرا یہ قدم ہر ایک اللہ کے ولی کی گردن پر ہے۔ سبحان اللہ مفتی احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں۔

جن کی منبر نبی گردن اولیا اس قدم کی کرامت پر لاکھوں سلام

جب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان سرداری فرمایا تو تمام اولیا۔ کرام جو مجلس میں حاضر تھے سب کے سب بزرگوں نے اپنے سروں کو جھکا لیا۔ حضرت شیخ ہیتی علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے ولی تھے وہ اٹھے اور منبر کے پاس جاکر غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھ لیا۔ اسی طرح تمام اولیا۔ کرام نے کیا جو حضرات اولیا۔ کرام وہاں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے تو قدم پکڑ کر اپنی گردنوں پر رکھا لیکن جو دور تھے بغداد شریف سے، انہوں نے بھی میرے غوث پیا کی آواز کو سن لیا اور دنیا کے تمام غوثوں، قطبوں، ولیوں نے اپنے اپنے سروں کو غوث پاک کی غلامی کے لئے جھکا دیا جب شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدمی هذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ ارشاد فرمایا اس وقت خواجہ خواجگان سلطان الہند خواجہ معین الملت والدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خراسان کی پہاڑیوں اور غاروں میں مجاہدوں اور ریاضتوں میں مشغول تھے۔ آپ نے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اعلان سنتے ہی وضع راسہ علی الارض وقال بل علیے لا راسہ اپنا سر مبارک زمین پر رکھ دیا اور زبان حال سے عرض کیا "حضور والا گردن پر کیا بلکہ میرے سر پر آپ کا مبارک قدم ہے۔"

سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظمؓ

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل لوٹ گئے کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

خواجہ معین الدین چشتیؒ کے خلفاء۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ جلیل القدر خلیفہ تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ، خواجہ فخر الدین ابن خواجہ معین الدین چشتیؒ، قاضی شیخ حمید الدین ناگوریؒ، شیخ وجیہ الدین، شیخ حمید الدین صوفی، شیخ برہان الدین عرف بدرؒ، شیخ احمد شیخ محسن شیخ سلمان غازیؒ، شیخ شمس الدین، خواجہ حسن خیاط سالار مسعود غازیؒ، اجے پال جوگی

المعروف بہ عبداللہ اور بی بی حافظہ جمال قدس اللہ (۲۱)

وصال:- جس رات کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس رات کو حضرت نماز عشاء ادا کرنے کے بعد حجرہ خاص میں چلے گئے اور دروازہ کو اندر سے بند کر دیا۔ خدام رات بھر کی آواز سنتے رہے جیسے وجد آرہا ہے۔ آخر رات میں آواز بند ہو گئی۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز کا وقت آگیا۔ باہر سے خدام نے دستک دی اور پکارا لیکن جواب نہ ملا تو کسی طرح دروازہ کھولا گیا تب لوگوں نے دیکھا کہ حضرت رحلت فرما چکے ہیں۔ جس رات کو آپ نے رحلت فرمائی کئی آدمیوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ حق تعالیٰ کے دوست معین الدین آرہے ہیں۔ ان کے استقبال کے لئے آیا ہوں۔ حضرت کے وصال فرمانے کے بعد آپ کی پیشانی پر حبیب اللہ مات فی حب اللہ غیب سے لکھا ہوا لوگوں نے دیکھا۔ وصال ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ میں ہوا۔ آپ کا سن وصال آفتاب ملک ہند نکلا ہے پہلے آپ کا مزار مبارک اینٹ کا تھا پھر پتھر کا بنایا گیا تھا قبر کے اوپر صندوق کی طرح بنا دیا گیا ہے۔ (۲۲) خدا سے دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اپنے نیک بندوں کے راستے پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

بگرداب بلا افتاد کشتی فیضان شکستہ را تو پشتی
بحق خواجہ عثمان ہارون مدد کن یا معین الدین چشتیؒ

برحمتک یاارحم الراحمین

حواشی

۱۔ماہ ماہ منیر صفحہ ۵۲ تالیف ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

۲۔اولیاء کرام صفحہ ۶۳ سیارہ ڈائجسٹ

۳۔ اولیاء کرام صفحہ ۶۱ سیارہ ڈائجسٹ

۴۔ ماہ اجمیر صفحہ ۵۴ تالیف ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

۵۔ ماہ اجمیر صفحہ ۵۷ تالیف ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

۶۔ خزینۃ الاصفیا صفحہ ۶۱ تالیف مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ

۷۔ تذکرہ خواجگان چشت صفحہ ۷۳ مصنف حضرت البدیہ ابن شیخ عبدالرحیم قدس سرہ

۸۔ ماہ اجمیر صفحہ ۶۲ تالیف ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

۹۔ خزینۃ الاصفیا صفحہ ۶۱ تالیف مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ

۱۰۔ سیرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ علیہ صفحہ نمبر ۸۴ مولف وحید احمد مسعود

۱۱۔ خزینۃ الاصفیار صفحہ نمبر ۱۷ تالیف مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ

۱۲۔ ماہ اجمیر صفحہ نمبر ۵۴ تالیف ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

۱۳۔ تذکرہ اولیار صفحہ نمبر ۵۷

۱۴۔ ہشت بہشت صفحہ نمبر ۲۲۴ مترجم عنصر صابری

۱۵۔ تاریخ مشائخ چشت صفحہ نمبر ۶۴

۱۶۔ سیرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مؤلف وحید احمد مسعود

۱۷۔ ماہ اجمیر صفحہ نمبر ۵۶ تالیف ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

۱۸۔ تذکرہ خواجگان چشت صفحہ نمبر ۱۳۶ مصنف حضرت البدیہ ابن شیخ عبدالرحیم قدس سرہ

۱۹۔ سفینۃ الاولیار چشت صفحہ نمبر ۱۲۸ شہزادہ دارا شکوہ قادری

۲۰۔ سیرت غوث الثقلین صفحہ ۸۹ مفتی مولانا ابوالحامد محمد ضیار اللہ قادری الشرفی

۲۱۔ جامع کرامات الاولیار صفحہ نمبر ۵۷ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ تذکرہ خواجگان چشت صفحہ ۳۱ مفت حضرت البدیہ ابن شیخ عبدالرحیم قدس سرہ

قسط نمبر ۲

تفسیر القرآن شرح صحیح بخاری کی روشنی میں

مصنفہ حضرت شاہ محمد غوث قادری الگیلانی پشاوری ثم لاہوری (م ۱۱۵۳ھ)

ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی

وتلک الجنة التی اورثتموھا بما کنتم تعملون۔

"یہ وعدہ کی ہوئی جنت تمھیں دی گئی ہے۔ کہ تم عمل کرتے تھے" یعنی عمل اور عمل سے ایمان ہے۔ اگر جنت میں داخل ہونا اس کے فضل پر موقوف ہے، عمل پر نہیں۔ اس لئے کہ احادیث مبارکہ میں وارد ہے۔ لیکن یہاں بماکنتم تعملون۔ ملابست کے لئے ہے یعنی جنت میں داخل ہونا عمل کرنے کیوجہ سے ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس قول کے بارے میں کچھ اہل علم نے کہا "وقال عدة من اھل العلم فی قولہ تعالیٰ فوربک لنسئلنھم اجمعین عما کانوا یعملون عن قول لاالہ الا اللہ" پس آپ کے پروردگار کی قسم کہ ضرور بالضرور ان سب لوگوں سے سوال کروں گا اس چیز کے بارے میں جو وہ عمل کرتے تھے۔ یعنی لاالہ الا اللہ کے کہنے سے لہذا اعمال سے مراد یہی کلمہ توحید ہے۔ اور لفظ عدة عین مہملہ کی زیر اور دال کی شد ہے۔ جس کے معنی عدد کے ہیں۔ اور اس جگہ جماعت کے معنی میں ہے۔ اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان اس میں کوئی مخالفت نہیں، اسلیے کہ قیامت میں اس سے سوال نہ کیا جائے گا دوسروں کے گناہ کے بارے میں یعنی لاتزر وازرة وزر اخری (۴) وقال اللہ تعالیٰ بمثل ھذا فلیعمل العٰملون (۵)۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اس فوز عظیم کے حصول کے لئے، پس عمل کریں عمل کرنے والے یعنی ایمان لائیں۔ ایمان لانے والے یعنی اخروی ثواب کے لئے ایمان لائیں۔ نہ کہ دنیوی خواہشات کے لئے پس اس جگہ بھی عمل سے مراد ایمان ہے۔ (۶)

(۲) قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا (۷) اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کی جہت سے کہ "اعراب" (۸) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمادیجے تم ایمان نہیں لائے مگر کہو ہم (بظاہر) مطیع ہو گئے جب کہ کلمہ توحید اور رسالت کا اظہار نہیں کیا یعنی دل کی تصدیق زبان سے نہیں کی اور ایمان تو اطمینان قلب کے ساتھ تصدیق کرنا ہے اور اسی قلبی طمانیت کی تصدیق زبان کے اقرار کے ساتھ ہو۔ تو پھر اعتبار ایمان ہوگا۔ لہذا اے اعرابیو تم لوگ ایمان نہیں لائے بلکہ صرف ظاہری

زبان سے ماننے کا اظہار کیا۔ "فاذا کان علی الحقیقۃ فھو علی قولہ جل ذکرہ ان الدین عند اللہ الاسلام" (۹)

پس جب اسلام احکام شریعہ کے مطابق ہو یعنی دل کے ساتھ ہو تو یہ اللہ بزرگ و برتر کے اس قول کے مطابق ہے۔ تحقیق کہ اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے (محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوثؒ اس بات کو مزید وضاحت سے اس طرح بیان کر رہے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام کے سوا اور کوئی پسندیدہ دین نہیں۔ پس اسلام سے مراد حقیقی اسلام ہے جو کہ دل کے ساتھ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ" (۱۰)

اس آیۂ کریمہ کی رو سے "جو شخص سوائے اسلام کے کوئی اور دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا" پس اس جگہ بھی اسلام سے مُراد حقیقی اسلام ہے کہ وہی قابل قبول ہے۔ اس لیئے کہ ایمان اس کا عین ہے۔

(۳) وقال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشآء (۱۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھرایا جائے" یعنی خواہ بطریق شرک اور خواہ بطریق انکار کرنا۔ اور اس کے اوامر و نواہی کا انکار کرنا۔ (اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا یا خدا کی صفات بندے میں بالذات ثابت کرنا شرک ہے) اور اس کے علاوہ جو گناہ وہ جس کو چاہے بخش دے گا اور جس نے اللہ کا شریک ٹھرایا (اس نے جرم ہی نہیں کیا بلکہ اللہ سے بغاوت کی۔) پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے۔ اور امر حق کا منکر ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھراتا ہو۔ اور اس پر اجماع ہے کہ اس کی بخشش نہیں۔ اور جس کو چاہے اس کفر کے علاوہ بخش دے (۴۸، ۱۱۶) سورہ ھذا میں دو مرتبہ یہی الفاظ آچکے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہاں خاتمہ آیت پر ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثما عظیما اور دوسری آیت میں ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلٰلا بعیداً ہے۔ ائمہ تفسیر فرماتے ہیں کہ پہلی آیت کے مخاطب براہ راست یہود اہل کتاب تھے۔ جنہیں بذریعہ تورات توحید کا حق ہونا، اور شرک کا باطل ہونا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برحق ہونا سب معلوم تھا۔ مگر باوجود اس کے شرک میں مبتلا ہو گئے اور دوسری آیت کے مخاطب مشرکین مکہ تھے۔ (۱۲)

جس وقت یہ آیت اتری وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ غلط ملط نہیں کیا، ان کے لئے عذاب دوزخ سے امن ہے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا "ہم میں کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا" یعنی انھوں نے ظلم کو ظلم مطلق "گناہ" سمجھا تھا۔ پس غمگین ہو گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ظلم سے مراد شرک ہے کہ ظلم تمام کے تمام افراد کو لئے ہوئے ہے۔ فانزل اللہ تعالیٰ ان الشرک لظلم عظیم۔ (۱۴)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ شرک ظلم عظیم ہے۔ ظلم سے مراد شرک ہے، اگر یہ کہا جائے کہ ظلم سے مراد شرک ہے تو پھر مومنین اور انھیں جنت کی راہ حاصل ہو گی۔ اور اس سے لازم ہو گیا کہ مومنین کو عذاب نہیں ہو گا۔

(۵) وما کان اللہ لیضیع ایمانکم (۱۵) یعنی صلوٰتکم عند البیت....

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے ایمان کو ضائع کرنے والا نہیں یعنی تمھاری نماز کو جو تم نے بیت اللہ کے نزدیک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی تھی۔ اور روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر حکم ہوا کہ نماز کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے پڑھیں تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان نمازوں کا کیا ہو گا۔ اور ان لوگوں کا جو تحویلِ قبلہ سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ماکان لیضیع ایمانکم یعنی اللہ تعالیٰ تمھاری نماز کو ضائع کرنے والا نہیں، یعنی ان نمازوں کو بھی اپنے لطف و کرم سے قبول فرمایا ہے۔ ظاہراً تو یہ چاہیے تھا کہ اس آیت کی تفسیر میں صلوٰتکم الیٰ بیت المقدس فرماتے۔ یعنی ضائع نہیں کرتا اس نماز کو جو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی گئی اور اس جگہ عبارت میں فرمایا "صلوٰتکم عند البیت" لفظ بیت سے مراد کعبہ ہے۔ پس یہ مراد ہوئی کہ وہ نماز جو بیت اللہ کے نزدیک بیت المقدس کیطرف رخ کر کے پڑھی ہے ضائع نہیں کرتا پس کعبہ سے دوری کے اعتبار سے اگر کوئی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھی ہے۔ تو اسے بطریقِ اولیٰ ضائع نہیں کرے گا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مطہرہ میں تھے تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ مگر کعبہ کو پیٹھ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ کعبہ کو سامنے رکھتے ہوئے بیت المقدس کی طرف نماز ادا کرتے۔ پس صلوٰتکم عند البیت سے مراد یہ ہے کہ صلاتکم فی مکۃ اس لئے کہ صلوٰۃ عند الکعبۃ الیٰ بیت المقدس تو تھی ہی نہیں۔ مگر مکہ مکرمہ میں

وزدناهم هدیٰ (۱٦)
"اور ہم نے انہیں زیادہ ہدایت دی۔" زیادتی ھدایت زیادتی ایمان سے مستلزم ہے اور احتمال ہے کہ ھدایت سے مراد نفس ایمان ہو
ویزداد الذین آمنوا ایمان کو وہ لوگ زیادہ کرتے ہیں جو ایمان والے ہیں۔ وقال اللہ تعالیٰ
الیوم اکملت لکم دینکم (۱۷)
آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین و شرائع کو مکمل کر دیا ہے۔ لہذا جب مکمل دین کو قبول کیا۔ تو یہ بات اس کی مستلزم ہے کہ اس کے نقصان کو بھی قبول کیا۔ جب کسی شئے کے ایک جز کو قبول کیا جاتا ہے تو ضروری ہو جاتا ہے کہ اس کے دوسرے جز کو بھی قبول کیا جائے فاذاترک شیئاً من الکمال فھو ناقص پس جب کوئی کسی مکمل شے کو ترک کرتا ہے۔ تو وہ ناقص ہو جاتی ہے اور یہ نقصان یعنی کمی تمام شرائع کے نزول کی صورت میں ہوتی ہے اور بعض صحابہ جو کہ بعض فرائض کے نزول سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ وہ دین میں مکمل تھے نہ کہ ناقص۔" اس لیئے کہ یہ دین اس وقت انتہائی مکمل تھا۔
جاننا چاہیے کہ لاالٰہ الااللہ سے مراد پورے کا پورا کلمہ ہے جو کہ محمد رسول اللہ سے مکمل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ پہلا جزو دوسرے جزو یعنی کل کلمہ کی علامت ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے قل ھو اللہ احد تو اس سے مراد پوری کی پوری صورت ہی ہوتی ہے۔ اور جان لینا چاہیے کہ تنزل اور کمی ایمان نفس ایمان اور تصدیق کے اعتبار سے ان وزنوں میں نہیں۔ بلکہ اعمال کے اعتبار سے ہے جو کہ ایمان میں داخل ہے۔ بعض کے قول پر کہ ان کا قلب میں ہونا اس اعتبار سے ہے۔ کہ وہ عمل نیت اور اخلاص سے ہوتا ہے۔ اور وہی عمل جو اخلاص نیت سے ہو مکمل ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایمان میں ان مراتب کا تنزل اس اعتبار سے ہو کہ ان امور میں تنزل ہو جو ایمان سے متعلق ہیں۔ اسلئے کہ سب سے پہلے سوائے توحید جس پر ایمان لانا واجب تھا اور کوئی چیز نہ تھی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ دوسرے امور نازل ہوتے رہے۔ پس جو شخص کہ پہلے فوت ہوا قلیل الایمان ہے۔ اگرچہ یہ قلت کوئی نقصان نہیں دیتی۔ اس لیئے اس کے حق میں اسی قدر ایمان لانا ضروری تھا۔
اس سے ایمان میں یہ مراتب مراد ہیں کہ علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین ہو۔ چنانچہ ابراھیمؑ کے اس قول میں کہ ولکن لیطمئن قلبی۔ ولترونھا عین الیقین الی غیر ذالک من الایات والاحادیث

حواشی

(۱) ۶۷ک الزخرف ۴۳ (۲) ۹۲ک الحجر ۱۵

(۳) م ۳م الرحمٰن ۵۵۔ یعنی جس شخص نے گناہ کیا اسی سے باز پرس ہوگی۔ کسی اور انسان یا جن کو اس کا جواب دہ قرار نہیں دیا جائے گا۔ قال ابو العالیہ لا یسئل غیر المجرم عن ذنب المجرم اس آیت کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو یہ ضرورت نہیں ہوگی کہ وہ مجرم سے پوچھے کہ اس نے یہ جرم کیا ہے؟ کیوں کہ وہ پہلے ہی جانتا ہے۔ بلکہ اس سے یہ سوال کیا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ ص ۷۷ ضیاء القرآن علامہ کرم شاہ الازہری۔

(۴) ۱۶۴ک الانعام ۶، ۱۵ک الاسراء ۱۷، ۱۸ک فاطر ۳۵، ۳۸۱۱ک النجم ۵۳۔

(۵) ۶۱ک الصافات ۳۷۔

(۶) قرآنِ حکیم میں ایمان اور عمل صالحہ کا ذکر ۳۵ مقامات پر اکٹھا آیا ہے۔ کیوں کہ ایمان ہو۔ اعمال صالحہ اس کا فطری اور لازمی نتیجہ ہوں گے۔ ص ۱۰۷ ج ۱ انوار القرآن۔ ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ (۷) ۱۴م الحجرات ۴۹

(۸) اعراب جمع ہے۔ جس کا واحد اس کے لفظ میں نہیں ہے۔ اس کے معنی صحرائی کے ہیں۔ اس کے واحد میں اعرابی ہی بولا جاتا ہے۔ جو نسبت سے ہے۔

(۹) ۱۹م آل عمران ۳ (۱۰) ۸۵م آل عمران ۳۔ (۱۱) ۳۸م النساء ۴ ۱۱۶م النساء۔

(۱۲) معارف القرآن ج ۲ ص ۵۵۔ (۱۳) ۸۳ک الانعام ۶۔ (۱۴) ۱۳ک لقمان ۳۱

(۱۵) ۱۴۳م البقرۃ ۲۔ فتح الباری شرح البخاری۔ علامہ ابن حجر عسقلانی ص ۹۶ کتاب الایمان ج ۱ دار المعارف بیروت (لبنان)۔ (۱۶) ۱۳ک الکہف ۱۸۔ (۱۷) ۲۶ک البقرۃ ۲۔

بقیہ: تفسیر القرآن الحسنیہ

کیفیت ہے اور انکی دشمنی کی سب سے بڑی وجہ ہی پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی الٰہی، جو برحق ہے اور واضح نازل ہونے کی صورت میں ہے کا نزول ہے اور اسی وجہ سے وہ تمہاری دشمنی کے درپے آزار ہیں۔ یاد رکھو بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ابھی بنی اسرائیلیوں کے ساتھ درگزر سے کام لو۔ وہ زیادتی بھی کریں تو عفو و درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں انکے خلاف جہاد کرنے کا حکم ارشاد فرما دے۔ اور جب اسکا حکم آجائے تو اسکی تعمیل کرتے ہوئے اسکے احکام کی فرمانبرداری کرو کیونکہ وہ قدرتِ کاملہ کا مالک ہے۔ جو چاہے جو حکم جس وقت چاہے نافذ کردے وہ ہر شے پر قادر ہے۔ (جاری ہے)

جشن شبینہ

فیض لدھیانوی مرحوم و مغفور

تھام لو اللہ کی رسی کو مل کر تھام لو
سربلندی کی تمنا ہے اگر اے مومنیں

رات بھر میں ختم کردیتے ہو قرآن مجید
لیکن آدھی سطر پر تم سے عمل ہوتا نہیں

اسرار کائنات پر تحقیق کی اہمیت

الحاج صوفی مشتاق احمد سابق پرنسپل

ارشاد باری تعالیٰ ہے کتٰب انزلنہ الیک مبارک لیدبرو آیتہ ولیتذکر اولو الالباب (پارہ ۲۳ سورہ ص)

اے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے اس کتاب مبارک کی آیات کریمہ آپ کی طرف نازل فرمائی ہیں تاکہ لوگ ان کے معانی کے اسرار ورموز کو سمجھنے کے لئے تفکر و تدبر سے کام لیں۔ یقیناً صاحبان علم وفہم ان آیات گرامی کے معانی سمجھ لینے سے کاروبار حیات میں نصیحت اور رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی نصیحت اور رہنمائی زندگی کے چلن میں توازن واعتدال پیدا کر کے کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کر سکتی ہے۔ قرآن پاک علم وفضل، فہم وفراست اور تدبر وتفکر کا ایک ایسا انسائیکلوپیڈیا ہے کہ جس کا مطالعہ کرتے وقت انسان پر اسرار ورموز کے سربستہ راز منکشف ہو جاتے ہیں۔ کچھ ایسی آشکارا حقیقتیں ہیں کہ جن کی ندرت ضیاعی کو دیکھ کر رب العزت کے حسن تخلیق کی عظمت کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ یقیناً کچھ ایسے مخفی اسرار کائنات بھی ہیں جنہیں ہماری نگاہ کوتاہ بین اور عقل نارسا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ اس ضمن میں ارشاد رب العزت ہے۔ و یخلق ما لا تعلمون یعنی اللہ پاک نے کچھ ایسی چیزیں پیدا کی ہیں جنہیں تم نہیں جانتے۔ (پارہ ۱۴، سورہ النحل) چیزوں کی تخلیق سے مراد نہ صرف ماضی و حال میں ظہور پذیر ہونے والی چیزیں ہیں بلکہ ازل سے لے کر ابد تک معرض وجود میں آنے والی اکثر چیزیں ایسی ہوں گی جن سے تم واقف نہ ہو گے ان میں بعض آشکارا مظاہر قدرت بھی ہوں گے جو حسن وجمال کا دلآویز مرقع ہوں گے۔ مثلاً ایلپس کے برف پوش پہاڑ کی چمک دمک اور سج دھج، کوہقاف کی سحر انگیز فضاؤں کے دلفریب نظارے، کاغان، سوات اور گلیات کی سوندھی سوندھی خوشبو کی عطر بیز نکہتیں اور کشمیر جنت نظیر کے چپے چپے میں رنگ وبو کی مسکراہٹیں اور نغمہ وصوت کی زمزمہ افشانی مظاہر فطرت کے متوالوں کے دامن دل کھینچتی ہے۔ ذرا سوچئے جب قدرت کے آشکارا مظاہر کی رنگینی اور دلفریبی اس درجہ پر سرور و پر طرب ہو کہ دیکھنے والے پر وجدانی کیفیت طاری ہو جائے تو خالق عزوجل کی ان مخفی تخلیقات کی ماہیت و کیفیت کیا ہو گی۔ جسے انسانی فکرو نظر اپنی تمام تر محققانہ کاوشوں کے باوصف کما حقہ معلوم کرنے سے قاصر ہے۔ خالق

کائنات کے یہ آشکارا مظاہر فطرت یقیناً اس کے فن خلاقی کے نادر نمونے ہیں لیکن اس کے مخفی خزینے یقیناً اسرار و رموز کے انمول دفینے ہوں گے اور اس کے فن صناعی کے عظیم شاہکار۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دفینوں اور خزینوں کی ماہیت کیا ہے؟ یعنی ان کی اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟ وہ کون سے عناصر ہیں کہ جن کے حسین امتزاج سے قدرت نے انہیں تخلیق کیا۔ مشیت ایزدی بھی یہی ہے کہ انسان اپنے فہم و فراست اور تدبر و فکر کی مدد سے قدرت کے بھیدوں کو مسخر کرنے کی بھرپور سعی کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وسخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمعیاً منہ۔ ان فی ذالک لایٰت لقوم یتفکرون ٥

(پارہ ۲۵ الجاثیہ)

ترجمہ: اے انسانو! خداوند بزرگ و برتر نے تمہارے لئے مسخر کردیا ہے (یعنی تابع فرمان بنا دیا ہے) وہ سب چیزیں جو کہ آسمانوں اور زمین کے اندر ہیں۔ (اے لوگو غور سے سنو) جو باتیں بیان کی گئی ہیں اس میں قدرت خداوندی کی بہت سی نشانیاں (یعنی مخفی اسرار و رموز) ہیں جنہیں صاحبان فہم و فراست اپنی بصیرت کے نور اور تدبر و تفکر کی روشنی سے مسخر کر سکتے ہیں۔

عراق کے ایک محقق فلاسفر علامہ شیخ علی طنطاوی علمی تحقیق و تجسس اور تفکر و تدبر کو عبادت کا درجہ دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں "چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل عطا فرمائی ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہم کائنات کے اسرار و رموز اور موجودات کے عجیب و غریب قوانین پر غور و فکر کریں جو خود اسی نے وضع فرمائے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری بھی ہم پر فرض عبادت ہے۔ بنا بریں علوم طبیعات اور موجودات سے پردہ اٹھانا بھی عبادت ہے۔ بشرطیکہ ہم قوانین فطرت اور کائنات کے رازوں کو جان لینے پر ہی اکتفا نہ کریں۔ بلکہ ہم ان قوانین و اسرار کے خالق کی ذات والا صفات کے بارے میں بھی غور و فکر کریں۔ دوسرے یہ کہ رموز فطرت کے اکتشاف و انکشاف سے حاصل شدہ علم خالق کائنات کی مخلوق کے فائدے کیلئے استعمال کیا جائے نہ کہ مضرت رسانی اور فساد فی الارض لئے قدرت کے سربستہ رازوں کو منکشف کرنے والے محققین جب خالق اکبر کی وسیع و عریض کائنات کا مطالعہ کرتے ہیں تو انہیں قدم قدم پر ایک نئی جہت دکھائی دیتی ہے۔ جو مطالعہ فطرت کرنے والوں کو دعوت نظارہ دیتی ہے۔ جب محقق بنظر عمیق مشاہدہ کرتا ہے تو اسے ہر جہت میں عجائب و غرائب کا ایک حیرت افزا دنیا دکھائی دیتی ہے۔ جوں جوں مشاہدے اور تحقیق میں گہرائی اور گیرائی

انسانی دل ودماغ میں تحقیق و تجسس کے لئے اک تازہ ولولہ اور جذب وشوق پیدا کرتا ہے۔ قدرت کے حسین وجمیل مناظر کا شیدائی ایک مغربی محقق جب کائنات عالم کے عجائبات کا مشاہدہ کرتا ہے تو والہانہ انداز میں پکار اٹھتا ہے۔

The More we know the more we find there is to know. The farther we go, the greater is our joy. The deeper we penetrate, the higher is our exaltation, So on and on we shall go laymen and Scientists alike, we shall never stop, because the lure is too great

"ہم جوں جوں فطرت (یعنی کائنات کے اسرار) کو سمجھتے جا رہے ہیں ہماری تشنگی بڑھتی جا رہی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابھی ہم نے اور بہت کچھ جاننا ہے۔ اس کیف انگیز دنیا میں ہم جوں جوں تحقیق و تجسس کے میدان میں کامیابی حاصل کرتے جا رہے ہیں ہماری مسرتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہم فطرت کے سربستہ رازوں کا کھوج جتنی گہرائی میں جا کر لگاتے ہیں ہمارے اندر کیف ومسرت کا وجد آفریں جذبہ اتنا ہی زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔ ہم سب (عوام و خواص) اس حسین منزل (یعنی کائنات کے اسرار و رموز) کے ادراک کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے۔ راستے میں ٹھہرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ شاہد کائنات کی تجلیاں از بس کہ نظر فریب اور کشش آفریں ہیں۔ رب کائنات چاہتے ہیں کہ انسان (جسے انہے احسن تقویم کے لقب سے نوازا ہے۔ یعنی اسے حسین ترین فطرت کے ساتھ کائنات میں جلوہ گر کیا ہے۔ حسن وجمال کے ساتھ ساتھ اسے عقل و فہم کی نعمت بھی عطا کی ہے۔ اسی عقل و فہم کی بدولت اسے اشرف المخلوقات کا لقب مرحمت کر کے دنیا میں اپنا نائب یعنی خلیفۃ اللہ کے عظیم لقب اشرف سے مشرف کیا ہے۔ قدرت کے عطا کردہ تمام اوصاف حمیدہ کو بروئے کار لا کر کائنات ارض وسما اور دوسری تخلیقات پر عمیق غور کر کے اسکی ماہیت کو سمجھے۔ اگر انسان ایسا کرنے میں ناکام رہتا ہے تو وہ اپنی منشاء تخلیق کا حق ادا نہیں کرتا یقیناً اسکی اعلیٰ و ارفع صلاحیتیں عضوِ معطل بن کر رہ جائیں گی اس ضمن میں ارشاد رب العزت ملاحظہ کریں۔ (اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوات والارض وما خلق اللہ من شیئی وان عسیٰ ان یکون قد اقترب اجلھم) (اے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا عقل وفکر سے عاری لوگ آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں پھیلی ہوئی قدرت کی بے انتہا چیزوں کو غور سے نہیں دیکھتے شاید انکی موت قریب آ گئی ہے

سے متاثر ہو کر اسکی عظمت کی گواہی ان الفاظ میں دی ہے۔

Here can no longer pause to wonder and stand rapt in awe, is as good as dead, and his eyes are closed.

"وہ انسان جو کائنات پر اظہار تعجب کیلئے ٹھہرتا نہیں اور اس پر خشیت و تقوے کی کیفیت طاری نہیں ہوتی وہ مرچکا ہے اور اسکی آنکھیں بصارت سے محروم ہو چکی ہیں"۔ ایک دوسرے مقام پر خالق کائنات نے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ عقل مند انسان وہ ہیں جو ذکر اذکار یعنی عبادات کے ساتھ ساتھ کائنات کی ماہیت پر بھی غور کرتے ہیں اس کی افادیت کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں پارہ ۴ سورہ آل عمران کے بیسویں رکوع کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ "ان فی خلق السموات والارض ------ ربنا ما خلقت ھذا باطلاً"

(اے لوگو! غور سے سنو) آسمانوں اور زمین کی تخلیق (بناوٹ) نیز رات اور دن کے ردوبدل (یعنی شب وروز کے بدلنے اور گھٹنے بڑھنے) میں صاحبانِ عقل کیلئے قدرتِ خدا کی بے انتہا نشانیاں ہیں (جنہیں سمجھ لینے کے بعد انسان کی معلومات میں بڑا اضافہ ہوتا ہے اور اسکی بصیرت انہیں مزید تحقیق و تجسس کیلئے آمادہ کرتی ہے۔ نیز صاحبانِ فہم و فراست جب آسمان و زمین کی بناوٹ کا حیرت انگیز تنوّع اور ساخت کی پیچیدگیوں اور باریکیوں کا مطالعہ بنظرِ عمیق کرتے ہیں۔ تو خالق اکبر کی صناعی کے حسن و جمال اور فن خلاقی کی عظمت کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔ اسی حیرت و استعجاب کے عالم میں حضرت انسان خالق ذوالجلال کی عظمت و جبروت کے سامنے اپنی کم مائیگی، بے بسی اور نارسائی کا احساس کرتے ہوئے عجز و نیاز سے اپنا سرِ عبودیت جھکا دیتے ہیں۔ اور اپنی بندگی کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے) اللہ جل جلالہ کو یاد کرتے ہیں۔ کھڑے کھڑے، بیٹھے بیٹھے اور کروٹ کے بل لیٹے لیٹے اللہ کے ان عبادت گزار اور اطاعت شعار بندوں کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ آسمان و زمین کی مسافت کو سمجھنے کیلئے غور و فکر کی خداداد صلاحیت سے کام لیتے ہیں۔ (بالفاظ دیگر ان کے عبودیت کے تکمیل اس وقت ممکن ہے جبکہ ایک طرف وہ ربّ کائنات کے آگے اپنی جبینِ نیاز سجدہ ریز کر دیں اور دوسری طرف ارض و سماوات کی گتھیوں کو سلجھانے کیلئے غور و فکر سے کام لیں۔) جب وہ غور و فکر کے منزل سے گزرتے ہوئے حسین و جمیل کائنات کے عجائبات اور اسکی رنگینیوں کو سمجھنے لگتے ہیں تو بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں۔ اے ربّ کائنات! تو نے کارخانہ عالم کی کوئی بھی چیز بے کار اور بے فائدہ نہیں بنائی۔ اے احسن الخالقین! آپکی ذاتِ تقدس مآب بے مقصد تخلیق کاری کے عیب سے پاک ہے۔ اے رحیم و کریم اپنی رحمتِ کاملہ کے صدقے ہمارے دانستہ و